امن کا قیام اور اسلامی قوانین کا نفاذ

عبد الباسط خان*

اسلام اس کرہ ارضی کا وہ واحد مذہب ہے جو اپنے نام ہی میں امن و آشتی اور سلامتی و حفاظت کا پیغام لیے ہوئے ہے۔ اس دین مبین کی کتاب منزل نے اس حقیقت کو آشکار کیا ہے کہ مدنیت و اجتماع کی سب سے پہلی ضرورت فساد و تخریب کاری کی بیخ کنی اور امن کا قیام ہے۔ اہل عرب بے آب و گیاہ صحرا کے باسی ہونے کے ناطے انفس و اموال کی سلامتی اور جسم و روح کے رشتے کو بر قرار رکھنے کی خاطر طعام و ماکولات کی اہمیت سے سب سے زیادہ واقف تھے۔ ان کے گرد و پیش چہار سو یہ دو متذکرہ بالا نعمتیں کسی نہ کسی درجے میں بہر حال موجود تھیں لیکن وہ ان سے تہی دامن تھے۔ اسی لیے خلاق علیم نے انہی دو نعمتوں کا حوالہ دے کر انہیں دین خالص کی دعوت دی۔

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ ہٰذَا الْبَيْتِ۔ الَّذِیْ أَطْعَمَہُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَہُم مِّنْ خَوْف(۱)

"قریش کو اس گھر کے اس رب کی عبادت کرنی چاہیے جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف میں امن سے نوازا۔"

بلکہ ملت حنیف کے ابا جناب ابراہیمؑ نے کعبہ مشرف کے پاس اپنی ذریت کو آباد کرتے ہوئے اپنے رب سے امن و آشتی ہی کی دعا کی تھی۔ رَبِّ اجْعَلْ ہَـٰذَا بَلَداً آمِناً (۲)

اے میرے رب اس شہر کو پر امن بنا دے

بعثت خاتم النبین کے وقت ان اہل بادیہ کی حالت یہ تھی کہ راہ چلتے لوگ اچک لیے جاتے تھے۔ وہ عقل سے بے بہرہ لوگ دین خالص سے گریزاں ہونے کی وجہ یہی بتانے لگے کہ مبادا انہیں راہوں سے اچک لیا جائے: وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْہُدَی مَعَکَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا (۳)

"اور انہوں نے کہا کہ اگر ہم تیری راہ ہدایت پر چل پڑے تو اپنے ہی ملک سے اچک لیے جائیں گے۔"

حکیم و خبیر رب کریم نے فرمایا :أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَماً آمِناً وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِہِمْ (٤)

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

" کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو پر امن بنا دیا جبکہ لوگ اس کے گرد سے اچک لیے جاتے تھے۔"

ان آیات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلام جب کسی خطہ ارضی پر نافذ العمل ہوتا ہے تو سب سے پہلے شر و فساد کی بیخ کنی کرتا ہے اور امن و آشتی کا ماحول قائم کرتا ہے۔ نبی مہربانؐ نے مدینہ منورہ میں قائم ہونے والی پہلی اسلامی ریاست میں جو بین الملل ریاست کا مظہر تھی۔ میثاق مدینہ کے ذریعے اندرونی صیانت وحفاظت کا انتظام فرمایا تھا اور گردو پیش کے قبائل سے حلیفانہ معاہدے بھی اسی لیے کیے تھے۔ کسی بھی معاشرہ میں رہنے والے سب انسان ایک جیسی نفسیات کے مالک نہیں ہوتے بلکہ جہاں نیکی کی طرف بڑھنے والے موجود ہوتے ہیں وہاں ضلالت و فساد کی شاہراہ پر چلنے والے بھی پائے جاتے ہیں۔ اسلام نے ایک طرف اخلاق کے ساتھ اخروی محاسبے کو منتھی کیا ہے تو دوسری طرف مستحکم قوانین کا پورا نظام دیا ہے۔ غرض اخلاق و قانون کے ذریعے معاشرے میں رہنے والے ہر نوع کے شخص کو تعمیر میں شریک کیا ہے اور تخریب و فساد سے روکا ہے۔

ایک اسلامی ریاست کو امن و امان کے حوالے سے کیا قانونی اقدامات کرنے ہوں گے، اس کے لیے متعلقہ اسلامی ریاستی قوانین کا ایک نقشہ ذیل میں دیا جارہا ہے۔

۱ -مسلم شہریوں کے باہمی تعلقات کے متعلق قوانین۔

۲ -غیر مسلم اقلیتوں اور مسلم شہریوں کے باہمی تعلقات کے متعلق قوانین۔

۱-مسلم شہریوں کے مابین باہمی تعلقات کے متعلق قوانین

ایک مسلمان، اسلام لانے کے بعد اپنے ایمان کی بدولت اپنی جان، عزت اور مال کو محترم بنالیتا ہے۔

مسلمان کا قتل سوائے درج ذیل تین اسباب کے پائے جانے پر ناجائز اور حرام ہے

عن ابن مسعود قال ، قال رسول االله لا یحل دم امری مسلم یشھد ان لا الہ الا االله، و أنی رسول االله الا باحدی ثلاث : الثیب الزانی، وا لنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ۔(۵)

ابن مسعودؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کسی مسلمان کا خون جو اللہ کے ایک ہونے اور میرے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہو، سوائے تین وجوہ کے حلال نہیں، ایک شادی شدہ شخص جو زنا

کرنے والا ہو، دوسرا کسی جان کے بدلے میں جان اور تیسرا دین اسلام کو چھوڑ دینے والا اور جماعت مسلمین سے جدا ہو جانے والا۔

چنانچہ ایک مومن کے قتل کو پوری دنیا کی تباہی سے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔

عن عبداالله بن عمرو ان النبی قال: لزوال الدنیا اهون علی االله من قتل رجل مسلم(٦)

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالمؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے قتل سے پوری دنیا کا ناپید اور (تباہ) ہو جانا ہلکا (واقعہ) ہے۔

اور مومن کی حرمت کو کعبہ کی حرمت سے بھی زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

عن عبداالله بن عمر قال: رأيت رسول االله يطوف بالكعبة ، و يقول : ما أطيبک و أطيب ريحک ، ما أعظمک و أعظم حرمتک، والذي نفس محمد بيده، لحرمة المومن أعظم عند االله حرمة منک ماله و دمه ، و أن نظن به إلاخيرا۔(٧)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرمؐ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے۔"

اسی لیے کلمہ گو کو ناحق قتل کرنے والے کی کوئی فرضی اور نفلی عبادت قابل قبول نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

من قتل مومنا فاعتبط بقتله لم يقبل االله منه صرفا ولا عدلا(٨)

"جس شخص نے کسی مومن کو ظلم سے (ناحق) قتل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نفلی اور فرض عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔"

مسلمان کے خون کا یہ احترام اسی لیے ہے کہ اہل اسلام میں فروعی مسلکی اختلافات کے باعث جب آپس میں نفرتیں بڑھ جائیں اور دوریاں جنم لیں تو ایسی صورت میں ایک دوسرے کی جان کا احترام کیا جائے۔ آج کے اس پر فتن دور میں، جب مسلمانوں میں بیسیوں فروعی اختلافات (باوجود یہ کہ اختلافات کسی طور پر

بھی مخالف امن نہیں) شدید نفرتوں کا باعث بن چکے ہیں۔ یہ بات ہر مسلمان کے گوش گزار کرنے کے لائق ہے کہ مسلمان کی جان بہر صورت قابل احترام ہے اور یہ احترام اس حد تک قابل لحاظ ہے کہ دوران جنگ کسی شخص کے اظہار اسلام کے بعد اس کے قتل کی بھی ممانعت ہے۔

حضرت اسامہ بن زید بن حارثہؓ بیان کرتے ہیں :

بعثنا رسول االله إلى الحرقة من جهينة ، فصبحنا القوم، فهزمنا هم، ولحقت انا و رجل من الأنصار رجلا منهم، فلما غشينا قال: لا إله إلا االله- فكف عنه الأنصارى ، و طعنته برمحى حتى قتلته- قال: فلما قدمنا، بلغ ذالک النبى ، فقال لي: يا أُسامة، أقتلته بعد ما قال لاإله إلا االله ؟ قال: قلت: يا رسول االله إنما كان متعوذا قال: فقال : أقتلته بعد ما قال لا إله إلا االله ؟ قال: فما زال يكررها على حتى تمنيت أنى لم أكن أسلمت قبل ذالک اليوم- (۹)

"رسول اللہؐ نے ہمیں جہاد کے لیے مقام حرقہ کی طرف روانہ کیا جو قبیلہ جہینہ کی اک شاخ ہے۔ ہم صبح وہاں پہنچ گئے اور (شدید لڑائی کے بعد) انہیں شکست دے دی۔ میں نے اور ایک انصاری صحابی نے مل کر اس قبیلہ کے ایک شخص کو گھیر لیا، جب ہم اس پر غالب آ گئے تو اس نے کہا: لا اِلہ اِلا اللہ۔ انصاری تو (اس کی زبان سے) کلمہ سن کر الگ ہو گیا لیکن میں نے نیزہ مار کر اسے ہلاک کر ڈالا۔ جب ہم واپس آئے تو حضور نبی اکرمؐ کو بھی اس واقعہ کی خبر ہو چکی تھی۔ آپؐ نے مجھے فرمایا: اے اسامہ! تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا تھا۔ آپؐ نے پھر فرمایا: تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کیا؟ حضورؐ مسلسل یہ کلمات دہرا رہے تھے اور میں افسوس کر رہا تھا کہ کاش آج سے پہلے میں اسلام نہ لایا ہوتا۔"

۲ -اسلامی ریاست میں اسلحہ کی نمائش بھی ممنوع ہے

اسلامی ریاست میں اسلحہ کی کھلے عام نمائش پر پابندی عائد کی گئی ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ: نهى رسول االله ان يتعاطى السيف مصلولا- (۱۰)

" رسول اکرمؐ نے ننگی تلوار لینے دینے سے منع فرمایا۔"

پھر کسی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے اور ایسے شخص کو ملعون بتلایا گیا ہے۔

من اشار الى اخيه بحديدة فان الملائكة تلعنه حتى يدعه و ان كان اخاه لا بيه و امه-(۱۱)

جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے، فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے ہیں جب تک وہ اس اشارہ کو ترک نہیں کرتا خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی (ہی کیوں نہ) ہو۔

لا يشير أحدكم إلى أخيه بالسلاح، فإنه لا يدرى أحدكم لعل الشيطان ينزع فى يده، فيقع فى حفرة من النار۔(١٢)

" تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتل ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔"

کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہتھیار سے اشارہ کرتے ہوئے وہ طیش میں آ جائے اور شیطان کے اکسانے پر ہتھیار چلا دے اور جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔

٣۔کسی مسلمان کو ڈرانا، دھمکانا بھی ممنوع اور حرام ہے

کسی کلمہ گو کو کسی بھی وجہ سے ڈرانا، دھمکانا بھی ممنوع ہے۔

لا يحل لمسلم ان يروع مسلما۔ (١٣)

٤۔کسی مسلمان کے قتل میں معاونت بھی ممنوع اور حرام ہے

فتنہ و فساد کے اس دور میں کسی ایک سیاسی، لسانی یا مسلکی گروہ کے لوگ باقاعدہ منصوبہ بندی کے ذریعے کئی افراد کی معاونت سے قتل و غارت گری کا کھیل کھیلتے ہیں اور اپنے اس عمل میں متعدد پیشوں کے افراد سے مدد لیتے ہیں۔

دہشت گردوں اور قاتلوں کو معاشرے میں افرادی، مالی اور اخلاقی قوت کے حصول سے محروم کرنے اور انہیں تنہا کرنے کے لیے اسلام ان کی ہر قسم کی مدد و اعانت سے کلیتاً منع کرتا ہے۔

من أعان قتل مومن بشطر كلمة، لقى االله مكتوب بين عينيه: آيس من رحمة االله۔ (١٤)

"جس شخص نے چند کلمات کے ذریعہ بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہوا: آیس من رحمۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس شخص۔

٥۔ڈاکہ زنی اور بغات شدید ترین جرائم میں شامل ہے

اسلامی ریاست میں شاہراہوں کے امن کو خراب کرنے واے، قتل و غارت کے ذریعے لوٹ مار کا بازار گرم کرنے والے اور ریاست کی رِٹ کو چیلنج کرنے والے شدید ترین جرائم کے مرتکب شمار ہوتے ہیں اور اسی لیے ان کی سزا بھی سب سے زیادہ ہے۔

إِنَّمَا جَزَاء الَّذِيْنَ يُحَارِبُونَ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِيْ الأَرْضِ فَسَاداً أَن يُقَتَّلُواْ أَوْ يُصَلَّبُواْ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلافٍ أَوْ يُنفَوْاْ مِنَ الأَرْضِ ذَلِکَ لَهُمْ خِزْيٌ فِيْ الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِيْ الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْم (۱۵)

"بے شک ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش کرتے ہیں یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیے جائیں یا انہیں زمین میں جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔"

٦ - سزاؤں کی تنفیذ حکومت کا کام ہے اور عوام کو اس کی اجازت نہیں:

شریعت اسلامیہ نے امن وامان کے ہر ممکنہ قیام کے لیے سزاؤں کا پورا نظام دیا ہے اور ان کی تنفیذ ریاست کو سونپی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اسلامی ریاست کے باشندے خود ہی سزاؤں کی تنفیذ شروع کر دیں تو اس سے جو بدامنی اور فساد پھیلے گا، وہ ظاہر ہے۔ رسول اللہؐ نے غیرت کے قتل کی اجازت بھی اسی لیے نہیں دی کہ پھر لوگ دھڑا دھڑ قتل شروع کر دیں گے اور حیلے بہانے سے دیرینہ عداوتیں پوری کریں گے۔ جب سعد بن عبادۃ نے رسول اکرمؐ سے ایسے شخص کو قتل کرنے کی اجازت مانگی جو ان کے گھر میں گھس کر ان کی اہلیہ پر دست درازی کرے تو آپؐ نے ممانعت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

انی اخاف ان یتتابع فی ذاک الغیران و السکران۔ (۱٦)

پھر مجھے خطرہ ہے کہ لوگ نشہ اور غیرت میں آکر دھڑا دھڑ قتل شروع کر دیں گے۔

خلاصہ یہ کہ اسلامی ریاست میں ایک مسلمان کو اس کی جان، مال، عزت و آبرو کا نہ صرف تحفظ حاصل ہوتا ہے بلکہ اسے ہر طرح شخصی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست کے انتظامی ڈھانچہ کو، عدلیہ، کی معاونت کرتے ہوئے ریاستی قوانین کی تنفیذ میں ہرگز سستی نہیں دکھانی چاہیے۔

غیر مسلم اقلیتوں اور مسلمان شہریوں کے باہمی تعلقات کی نوعیت

تاریخِ عالم اس پر گواہ ہے کہ غیر مسلم شہریوں کو جتنے حقوق ایک اسلامی ریاست میں حاصل ہوتے ہیں وہ کسی دوسری مذہبی ریاست میں حاصل نہیں ہوتے۔ سیکولر ریاستیں اگرچہ تمام شہریوں کے مساوی حقوق کی دعوے دار ہیں لیکن یہ دعویٰ، محض دعویٰ ہی ہے۔ حجاب پر پابندی کا قضیہ اس پر شاہد عدل ہے۔ مندرجہ ذیل نکات میں امن کے حوالے سے غیر مسلم اقلیتوں کے قانونی حقوق پر مختصراً بحث کی گئی ہے۔

۱۔ مسلم اور غیر مسلم کا قصاص اور دیت برابر ہے

مسلم اور غیر مسلم کا قصاص اور دیت برابر قرار دیا گیا ہے۔ یہ حکم اسی لیے دیا گیا ہے کہ مسلمان غیر مسلم شہریوں کی جان کے ضائع کرنے کو ہلکا نہ سمجھیں بلکہ رسول اللہؐ نے غیر مسلم شہری کے قاتل پر جنت کو حرام قرار دیا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا :

من قتل معاہدا فی غیر کنہہ، حرم اللّٰہ علیہ الجنۃ۔ (۱۷)

جو مسلمان کسی غیر مسلم شہری (معاہد) کو ناحق قتل کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرمادے گا۔

أن رجلا من المسلمین قتل رجلا من أهل الکتاب ، فرفع إلی النبی فقال رسول اللّٰہ : أنا أحق من وفی بذمتہ، ثم أمر بہ فقتل۔ (۱۸)

"ایک مسلمان نے اہل کتاب میں سے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ وہ مقدمہ حضور نبی اکرمؐ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپؐ نے فرمایا: میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق ادا کرنے کا سب سے زیادہ ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے (بطور قصاص مسلمان قاتل کو قتل کیے جانے کا) حکم دیا اور اُسے قتل کر دیا گیا۔"

۲ . ایک غیر مسلم کے ظلم کا بدلہ دوسروں سے لینے کی ممانعت

معاصر عسکری کاروائیوں میں غیر مسلم شہریوں کو اپنے مطالبات منوانے کے لیے اغواء کر لیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات مطالبات پورے نہ ہونے پر ایسے معصوم غیر مسلموں کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ فقہ اسلامی کا یہ متفقہ قانون ہے کہ کسی غیر مسلم کے ظلم کا بدلہ دوسرے سے نہیں لیا جائے گا۔

امام ابو یوسفؒ کتاب الخراج میں رسول اللہؐ کا یہ ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں :

لا یؤخذ منھم رجل بظلم آخر۔ (۱۹)

۳. غیر مسلم سفارت کاروں اور مذہبی رہنماؤں کے قتل کی ممانعت

غیر مسلم سفارت کاروں کے قتل کی ممانعت اب قانون بین الاقوام کا متفقہ امر ہے۔ رسالت مآبؐ ہی نے اس قانون کی بنیاد رکھی، حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں :

إنی کنت عند رسول اللّٰہ جالسا إذا دخل هذا (عبداللّٰہ بن نواحۃ) و رجل وافدین من عند مسیلمۃ۔ فقال لهما رسول اللّٰہ۔ أتشهد ان أنی رسول اللّٰہ ؟ فقالا لہ: نشهد أن مسیلمۃ رسول اللّٰہ، فقال: آمنت باللّٰہ و رسلہ، لو کنت قاتلا وافدا لقتلتکما۔(۲۰)

میں حضور نبی اکرمؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب یہ شخص (عبد اللہ بن نواحہ) اور ایک آدمی مسیلمہ (کذاب) کی طرف سے سفارت کار بن کر آئے تو انہیں حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا: کیا تم دونون اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ انہوں نے (اپنے کفر وارتداد پر اصرار کرتے ہوئے) کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے (معاذ اللہ)۔ حضور نبی اکرمؐ نے (کمال برداشت اور تحمل کی مثال قائم فرماتے ہوئے ارشاد) فرمایا: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ اگر میں سفارت کاروں کو قتل کرنے والا ہوتا تو تم دونوں کو قتل کر دیتا (مگر حضورؐ نے ایسا نہ کیا اور انہیں جان کی سلامتی دی)۔"

اسی طرح رسول اللہؐ نے غیر مسلم مذہبی رہنماؤں کے قتل کی بھی ممانعت فرمائی۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ إذا بعث جيوشه قال: لا تغدروا ولا تغلوا ولا تمثلوا ولا تقتلوا الولدان ولا أصحاب الصوامع۔ (۲۱)

حضور نبی اکرمؐ جب اپنے لشکروں کو روانہ کرتے تو حکم فرماتے: غداری نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا، نعشوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور بچوں اور پادریوں کو قتل نہ کرنا۔"

٤. غیر مسلم شہری کا مال بھی معصوم ہے

عصمت اموال دو چیزوں میں سے ایک سے حاصل ہوتی ہے۔ یا تو وہ جگہ دارالسلام ہو یا وہ مال مسلمان کا ہو۔ اس فقہی قاعدہ کی رو سے اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہریوں کا مال بھی اسی طرح معصوم و محفوظ ہے جس طرح مسلمان شہریوں کا مال معصوم ہے۔

علامہ ابن رشدؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ غیر مسلم کے مال کے چوری کرنے پر حد نافذ ہو گی اگرچہ چوری کرنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ ظاہری بات ہے کہ اس فقہی مسئلہ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم کی شراب ہتھیالی تو اس پر اس کا واپس کرنا لازمی ہے۔ ابن قدامہ کھتے ہیں:

وان غصب من ذمی خمراً لزمه ردها۔ (۲۲)

اسی طرح بلا امتیاز قتل عام کی ممانعت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِيْ الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔(۲۳)

"اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں فرماتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے (یعنی وطن سے) نکالا ہے کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور ان سے عدل و انصاف کا برتاؤ کرو، بے شک اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

٥. غیر مسلم کی ایذا رسانی بھی قانونی جرم ہے

اسلام کے دین رحمت و رأفت ہونے کی ایک بین دلیل یہ ہے کہ اس نے جس طرح ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی اذیت سے روکا ہے اسی طرح ایک مسلمان کو غیر مسلم کو اذیت دینے سے بھی منع کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے نہ صرف مال و جان محفوظ ہوتے ہیں بلکہ ان کی عزت اور احساسات بھی احترام کے قابل سمجھے جاتے ہیں۔ امام قرافی لکھتے ہیں:

إن عقد الذمة يوجب لهم حقوقا علينا، لأنهم فى جوارنا و فى خفارتنا (حمايتنا) و ذمتنا و ذمة االله تعالٰى، و ذمة رسول االله ، و دين الإسلام ، فمن أعتدى عليهم ولو بكلمة سوء أو غيبة، فقد ضيع ذمة االله، و ذمة رسول ، و ذمة دين الإسلام۔ (٢٤)

غیر مسلم شہری کا معاہدہ ہم پر ان کے حقوق ثابت کرتا ہے کیونکہ وہ ہمارے پڑوس میں، ہماری حفاظت میں، ہمارے ذمہ میں اور اللہ اور اس کے رسولؐ اور دین اسلام کی امان میں رہتے ہیں۔ پس جس نے ان پر زیادتی کی، چاہے بری بات سے ہو یا غیبت کے ذریعے ہی کی ہو، تو اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ اور دین اسلام کی ضمانت کو ضائع کیا (یعنی حق اور فرض ادا نہ کیا اور گناہ کا مرتکب ہوا۔"

٦. اسلامی ریاست کا سربراہ غیر مسلم شہریوں کے حقوق کا ذمہ دار ہے

نبی مہربانؐ نے ارشاد فرمایا:

ألا من ظلم معاہدا ، أو انتقصه، أو كلفه فوق طاقته أو أخذمنه شيأا بغير طيب نفس، فأنا حجيجه يوم القيامة(٢٥)

"خبردار! جس نے کسی غیر مسلم شہری پر ظلم کیا یا اُس کا حق مارا یا اس پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالا یا اُس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز اُس سے چھین لی تو قیامت کے دن میں اُس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔"

اسلامی قوانین کے مطابق ریاست کے فرائض میں سے ہے کہ وہ تمام غیر مسلم شہریوں کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرے۔ کسی بھی قوم کا کوئی بھی فرد اگر اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری پر جارحیت کرے اور ظلم و تعدی کا

مرتکب ہو تو ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ بلا امتیازِ مذہب اپنے شہری کو تحفظ فراہم کرے۔ خواہ اس سلسلے میں اسے جارحیت کرنے والے سے جنگ ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔

امام قرافی لکھتے ہیں :

وجب علینا ان نخرج لقتالھم بالکراع و السلاح، و نموت دون ذلک ۔ (۲۶)

"ہماری اسلامی ریاست پر لازم ہے کہ وہ اسلحہ اور لشکر کے ساتھ غیر مسلم شہریوں کی حفاظت کے لیے جنگ کرے، خواہ حملہ آوروں کے ساتھ لڑتے لڑتے اس کے کئی سپاہی جان ہی کیوں نہ دے بیٹھیں۔"

قیام امن کے حوالے سے اسلامی ریاست کا قانون بین الاقوام

مناسب ہے کہ مقالہ کے آخر میں اس امر کی بھی مختصراً وضاحت کر دی جائے کہ امن عالم کے قیام کے لیے اسلامی ریاست کو اپنی خارجہ پالیسی کن خطوط پر استوار کرنی چاہیے۔

اس سلسلے میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ اسلامی ریاست، غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ اپنے تعلقات مجازاۃ (بدلے) کے اصول پر مرتب کرے گی۔الامر بیننا و بین الکفار مبنی علی المجازاۃ۔ (۲۷)

"ہمارے اور کفار کے درمیان تعلقات (مجازات) برابری کی بنیاد پر ہوں گے۔"

چنانچہ یہ قاعدہ تجارت سے سفارت کاری تک ہر سطح پر اختیار کیا جائے گا۔ البتہ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر وہ بد عہدی کریں تو اسلامی ریاست کے لیے بد عہدی جائز نہ ہو گی۔

لا رخصۃ فی غدر الأمان و ما یفعلونہ برسلنا بعد الشرط غدر منھم و بغدرھم لا یباح لنا أن نعذرھم بمنزلۃ مالو قتلوا رھننا فإنہ لا یحل لنا أن نقتل رھنھم۔ (۲۸)

امان کے معاملے پر دھوکہ دینے کی رخصت نہیں ہے اگر شرائط طے کر لنے کے بعد وہ ایسا کریں تو دھوکہ دہی ان کی طرف سے ہو گی، اس کے باوجود ان کے ساتھ غداری کا معاملہ کرنا ہمارے لیے جائز نہیں ہے۔ یہ معاملہ اس طرح کا ہے کہ اگر وہ ہمارے "رہن' شدہ بندوں کو قتل کر دیں تو ہمارے لیے جائز نہ ہو گا کہ ہم بھی ان کے رہن شدہ بندوں کو قتل کر دیں۔"

خلاصہ بحث

اسلام دینِ امن و سلامتی ہے۔ اس دین حنیف پر دہشت و تخریب کا الزام اس کی تعلیمات سے صحیح طور پر واقف نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ اسلامی ریاست اپنے داخلی اور خارجی معاملات میں امن کے قیام کو اولین ترجیح دیتی ہے۔ خصوصاً غیر مسلم شہریوں کے تمام حقوق کی حفاظت کرتی ہے۔ اہل قلم پر یہ لازمی ہے کہ وہ اپنی تحریرات کے ذریعے اسلامی احکام میں پنہاں امن عالم کے فلسفے کو اجاگر کریں۔

وما علينا الا البلاغ المبين ۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ القریش ۱۰۶: ۳-۴

۲۔ البقرہ ۲: ۱۲۶

۳۔ القصص ۲۸: ۵۷

۴۔ العنکبوت ۲۹: ۶۷

۵۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، **الصحیح**، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ، النفس بالنفس

۶۔ ترمذی، محمد بن عیسی، **السنن**، بیروت، داراحیاء التراث العربی، کتاب الدیات، باب ماجاء فی تشدید قتل المومن، ۴:۱۶، رقم: ۱۳۹۵

۷۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، **السنن**، بیروت دارالفکر، کتاب الفن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ، ۲:۱۲۹۷، رقم: ۳۹۳۲

۸۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، **السنن**، بیروت، دارالفکر، ۱۴۱۴ھ، کتاب الفتن والملاحم، باب تعظیم قتل المؤمن، ۴:۱۰۳، رقم: ۴۲۷۰

۹۔ بخاری، **الصحیح**، کتاب المغازی، باب بعث النبیؐ اسامۃ بن زید الی الحرقات من جھینۃ، ۴:۱۵۵۵، رقم: ۴۰۲۱

۱۰۔ ترمذی، **السنن**، کتاب الفتن، باب ماجاء فی النھی ان یتعاطی السیف مسولا، ۳:۱۱۳، رقم: ۲۰۸۸

۱۱۔ قشیری، مسلم بن الحجاج **الصحیح**، بیروت، داراحیاء التراث العربی، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھی عن اشارۃ بالسلاح، ۴:۲۰۲۰، رقم: ۲۶۱۶

۱۲۔ مسلم، **الصحیح**، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھی عن اشارۃ بالسلاح، ۴:۲۰۲۰، رقم: ۲۶۱۷

۱۳۔ ابن عدی، **الکامل**، ۲۰۴/۷

۱۴۔**ابن ماجہ**، کتاب الدیات، باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلماً، ۲/ ۲۶۲۰، ۸۷۴

۱۵۔المائدہ،۵: ۳۳

۱۶۔ مسلم، **الصحیح**، کتاب اللعان، ۲/ ۱۱۳۵، رقم:۱۴۹۸

۱۷۔ ابن حنبل، محمد بن احمد، **المسند**، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۲ھ، ۵/ ۳۸، ۳۶، رقم:۲۰۳۹۳

۱۸۔الشافعی، محمد بن ادریس، **المسند**، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۳۴۳

۱۹۔ ابویوسف، یعقوب بن ابراہیم، **کتاب الخراج**، بیروت، دارالمعرفۃ، ۷۸

۲۰۔ابن حنبل، **المسند**، ۱/ ۳۹۰: ۳۷۰۸

۲۱۔ایضاً، ۳۳۰، رقم، ۲۷۲۸

۲۲۔ ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، **المغنی**، بیروت، دارالفکر، ۱۴۰۵ھ، ۷/ ۱۷۴

۲۳۔الممتحنۃ، ۶۰: ۸

۲۴۔ قرافی، احمد بن ادریس، **الفروق**، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ، ۳/ ۱۴۔

۲۵ ۔ بیہقی، احمد بن شعیب، **السنن الکبریٰ**، بیروت دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ، ۲۰۵:۹، رقم:۱۸۵۱۱

۲۶۔ قرافی، **الفروق**، ۱۴:۳-۱۵

۲۷۔السرخسی، محمد بن عبداللہ، **شرح السیر الکبیر**، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۹۹۷، ۵/ ۲۸۵

۲۸۔ ایضاً، ۴۸:۲